ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

ماخذ تحقیقی مجلہ

تزئین فاطمہ

پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ اُردو، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور

ڈاکٹر تقدیس زہرا

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور

سجاد شیخ اور منٹو

Tazeen Fatima

PhD Scholar, Department of Urdu, Lahore College for Women University, Lahore

Dr. Taqdees Zahra

Assistant Professor, Department of Urdu, Lahore College for Women University, Lahore

Sajjad Sheikh and Manto

Professor Sajjad Sheikh holds a prominent place on the canvas of Urdu literature with reference to translation, research and criticism. He had progressive ideology. For translation, research and criticism he selected the creations of those authors and poets who lamented over social injustice, religious prejudice and in-valuation of humanity. Saadat Hassan Manto is one of those authors whose vision and work have been researched and criticized in abundant detail by Professor Sajjad Sheikh. Professor Sajjad Sheikh has denied many prevalent facts about the life and literary works of Manto and has presented new facts with evidence and arguments. An analysis of Professor Sajjad Sheikh's criticism on Manto's life and work is included in this paper.

Key Words: *Research, Criticism, Progressive ideology, Social injustice, Religious prejudice, Prevalent facts.*

پروفیسر سجاد شیخ ایک ہمہ جہت شخصیت کا نام ہے۔ وہ بیک وقت استاد، مترجم، نقاد، محقق، مفکر اور مصور ہیں۔ ترجمہ، تنقید اور تحقیق کے لیے ان کی نگاہ جن شعرا اور ادیبوں پر ٹھہرتی ہے وہ مذہبی، نسلی اور معاشرتی نفرتوں کے خلاف ہیں۔ انسان کی زیردستی، زبوں حالی اور استحصال کے خلاف آوازِ حق بلند کرتے ہیں اور اخلاقیات اور عمدہ روایات کی تباہی پر نوحہ کناں ہیں۔ وہ بے خوف اور بے باک ہو کر فرد کی آزادی کے لیے آواز اٹھاتے ہیں۔ اِن شعرا

اور ادیبوں میں فیض احمد فیضؔ، احمد ندیم قاسمی، یوسف ظفرؔ، احمد شمیم اور سعادت حسن منٹو نمایاں ہیں۔

سعادت حسن منٹو، پروفیسر سجاد شیخ کی پسندیدہ شخصیات میں سے ایک ہیں۔ ڈاکٹر انوار احمد منٹو سے ان کے لگاؤ کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

"پروفیسر سجاد شیخ، منٹو کے ایسے ہوش مند دیوانے ہیں کہ پاکستان میں ان کا کوئی ثانی نہ ہو گا۔" (۱)

منٹو کے حوالے سے پروفیسر سجاد شیخ کی خدمات تنقیدی اور تحقیقی ہر دو حوالوں سے ہیں۔ انھیں منٹو کی شخصیت اور فن سے خاص دلچسپی معلوم ہوتی ہے۔ پروفیسر سجاد شیخ نے منٹو سے متعلقہ ہر شخصیت، ہر دستاویز اور ہر تصنیف میں دلچسپی لی ہے۔ منٹو کی زندگی کے واقعات، حالات اور ادبی خدمات سب کا مفصل جائزہ لیا ہے۔ اس حوالے سے پروفیسر سجاد نے منٹو سے وابستہ حتی المقدور تمام شخصیات سے رابطے کیے۔ ان کے انٹرویو لیے گئے۔ منٹو کا شجرۂ نسب، ذاتی خطوط، تعلیمی دستاویزات، ڈائریاں اور دیگر کوائف حاصل کیے۔ پروفیسر آفتاب اقبال شمیم اس حوالے سے یوں رقمطراز ہیں:

"منٹو پر سجاد شیخ کی تحقیق برسوں پر محیط ہے۔ منٹو کے خاندان کے ہر دور و نزدیک کے زندہ شخص کی آواز اس کے پاس کیسٹوں میں محفوظ ہے۔ منٹو کی تحریروں پر اس نے گہرائی کے ساتھ سوچا بھی ہے اور لکھا بھی ہے لیکن اس مواد کے پلندے کسی ناشر کی دکان تک نہیں پہنچے۔" (۲)

منٹو کے حوالے سے پروفیسر سجاد شیخ کا مطبوعہ اور غیر مطبوعہ بہت سا مواد جمع ہے۔ منٹو کی تصنیف "سیاہ حاشیے" میں شامل بتیس (۳۲) مختصر افسانوں کا تجزیہ پروفیسر سجاد شیخ نے "سیاہ حاشیے- تجزیاتی مطالعہ" کے نام سے کیا ہے۔ مجید امجد کی نظم "منٹو" کا تجزیہ کچھ اس انداز سے کیا ہے کہ سعادت حسن منٹو کی پوری زندگی اس نظم میں سمٹ آئی ہے۔ ان کے علاوہ اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں مختلف تنقیدی مضامین تحریر کیے ہیں جو منٹو کی شخصیت اور فن کے حوالے سے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

۱۔ منٹو اور سامراج دشمن جدوجہد
۲۔ منٹو اور گوگول
۳۔ منٹو اور روسی ادیب

۴۔ منٹو ایک عہد ساز افسانہ نگار

۵۔ منٹو کے خطوط بنام احمد ندیم قاسمی کا ایک نہایت اہم پہلو

۶۔ منٹو کے بارے میں چند غلطیاں اور غلط فہمیاں

۷۔ منٹو کی ایک نادر تحریر

8- Manto: a revolution

9- Manto: a revolutionary humanist

10- Manto and the Russian writers

11- Manto and the Anti-Imperlist Struggle

ان کے علاوہ دو کتابوں کی طرف پروفیسر سجاد شیخ نے اپنے ایک انٹرویو میں اشارہ دیا ہے۔ یہ کتابیں طباعت کے مراحل میں ہیں۔

پروفیسر سجاد شیخ کہتے ہیں:

"منٹو پر ایک کتاب انگریزی میں ہے۔ منٹو ری اویلیوایشن۔ پھر ایک کتاب اردو میں ہے۔ "منٹو اک از سرِ نو جائزہ"۔ (۳)

پروفیسر سجاد شیخ، منٹو کی زندگی کے ہر واقعہ سے باخبر ہیں۔ منٹو سے وابستہ مختلف شخصیات کے انٹرویو اور مختلف تحریری کوائف ان کی برس ہا برس کی محنت کا ثبوت ہیں۔ اس حوالے سے وہ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

"واضح رہے کہ میں خود گزشتہ پینتیس (۳۵) برس سے منٹو کی زندگی اور فن کے بارے میں اپنی سی کوشش کر کے حقائق جاننے اور گوناگوں غلطیوں اور غلط فہمیوں کے ازالے کی سعی کرتا رہا ہوں۔ اس سلسلے میں مجھے منٹو خاندان بالخصوص منٹو کی ہمشیرہ، منٹو کی بھانجی، منٹو کے ہم زلف (اور بھانجے) حامد جلال، اصغر حمید، نیز منٹو کی صاحبزادیوں، منٹو کے خدمت گاروں، منٹو کے قریبی دوستوں، رشتہ داروں، ہم جولیوں، ہم جماعتوں اور پبلشرز کے علاوہ درجنوں دیگر احباب اور منٹو کے شرکائے کار کا پرخلوص تعاون حاصل رہا ہے جس کے لیے میں تہِ دل سے ان کا مشکور و ممنون ہوں۔ (۴)

ڈاکٹر انور احمد لکھتے ہیں کہ اپنے تحقیقی مقالے کے لیے انھیں "انگارے" کی عدم دستیابی نے پروفیسر سجاد

شیخ تک پہنچا دیا۔ پروفیسر سجاد شیخ کے پاس "انگارے" ان کے اپنے ہاتھ سے نقل کی گئی کاپی کی صورت میں موجود تھا۔ انھوں نے ڈاکٹر انوار احمد کو نا صرف وہ نقل کردہ کاپی فوٹو اسٹیٹ کروا کر دی بلکہ منٹو پر اپنے تحریر کردہ مضامین کی کاپی بھی مطالعہ کے لیے دی اور منٹو کے مرتب کردہ "ہمایوں" اور "عالمگیر" کے فرانسیسی اور روسی ادب نمبر بھی دکھائے اور منٹو کی بہن کے کئی گھنٹوں پر محیط انٹرویو کی کیسٹ بھی سنائی۔ اس انٹرویو کی خاص بات یہ تھی کہ پروفیسر سجاد شیخ، منٹو کے حوالے سے اپنی بیش بہا معلومات کے حوالے سے سوال کر رہے تھے اور منٹو کی بہن اسی روانی سے جواب دے رہی تھیں۔ ڈاکٹر انوار احمد لکھتے ہیں:

"۔۔۔اس انٹرویو کی خاص بات یہ تھی کہ انٹرویو لینے والا منٹو کی تمام تحریروں کا شیدائی اور حافظ تھا، وہ اس کے خاندان اور منٹو کی شخصیت اور جزئیات سے واقف تھا، اس لیے اس کے سوالات نے بزرگ خاتون کے لیے ایسی فضا تیار کر دی کہ وہ بے اختیار اپنی یادداشت کا تعاقب کرتی گئیں اور بہت ہی نادر معلومات اس انٹرویو کے ذریعے فراہم کر دیں۔" (۵)

پروفیسر سجاد شیخ نے منٹو کی زندگی کے ہر ورق کو کھول کر پڑھا ہے اور ثبوت اور دلائل کے ساتھ نئے حقائق پیش کیے ہیں۔ پروفیسر سجاد شیخ کی اس تحقیق سے کئی غلط فہمیاں دور ہوئی ہیں۔ مثال کے طور پر منٹو کے بارے میں عام خیال یہ ہے کہ دورانِ تعلیم انھیں علی گڑھ یونیورسٹی سے اس لیے خارج کیا گیا کہ وہ تپ دق (T.B) کے مریض تھے اور یہ مرض اس وقت لاعلاج تھا۔ پروفیسر سجاد شیخ کی تحقیق اس حوالے سے یہ بتاتی ہے کہ سعادت حسن منٹو کو تپ دق نہیں تھی بلکہ یونیورسٹی سے خارج کیے جانے کی اصل وجہ منٹو کے انقلابی خیالات تھے۔ پروفیسر سجاد شیخ نے اردو اور انگریزی دونوں مضامین میں اس تحقیق کو پیش کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"It was in 1935, that Manto decided to join the most famous liberal educational institution in India, the Muslim University of Ali garh. Ali Sardar Jafri, Kifayat Qadri, Shahab Shamsi, Shahid Lateef and Abu Saeed Qureshi were his colleagues there. Manto's dream of completing education at this renowned seat of higher learning was shattered because he had to leave the University within a few months, apparently

because of his illness which the university doctors diagnosed as tuberculosis, but my own strong suspicion is that he was asked to leave actually because of his ultra-progressive and anti- establishment attitude." (۶)

پروفیسر سجاد شیخ نے اپنے اردو مضمون میں اس حوالے سے یوں اظہار خیال کیا ہے:

1932"میں والد کی وفات کے بعد اس کا سلسلہ تعلیم عارضی طور پر منقطع ہو گیا لیکن جب ۱۹۳۳ء میں ایم اے او کالج قائم ہوا تو منٹو اور اس کے دوست ابو سعید قریشی اور حسن عباس کو کالج کے سیکنڈ ایئر میں داخل کر لیا گیا۔ لیکن دوبارہ ایف۔ اے کے امتحان میں ناکام ہو کر اس نے علی گڑھ یونیورسٹی میں از سر نو ۱۹۳۵ء میں سال اول میں داخلہ لے لیا۔ تقریباً تین ماہ بعد یونیورسٹی کی انتظامیہ نے اس کو T.B کا مریض قرار دے کر یونیورسٹی سے خارج کر دیا۔ یاد رہے کہ اس زمانے میں یہ مرض لاعلاج اور بے حد خطرناک سمجھا جاتا تھا۔ فوراً بعد دلی جا کر منٹو نے ایک جرمن ڈاکٹر سے مکمل طبی معائنہ کرایا تو اسے پتہ چلا کہ اسے T.B نہیں بلکہ "پلورسی" کا عارضہ تھا۔ بہر حال منٹو کا تعلیمی کیئر ۱۹۳۵ء میں ختم ہو گیا۔"(۷)

اسی طرح پروفیسر سجاد شیخ نے منٹو کی پہلی تحریر، منٹو کی باری علیگ سے ملاقات، منٹو پر لگائی جانے والی فردِ جرم اور اس کی حیثیت کے حوالے سے مفصل معلومات فراہم کی ہیں۔

پروفیسر سجاد شیخ نے منٹو کی حیات پر تحقیق کے ساتھ ہی منٹو کے فن پر تنقید بھی کی ہے۔ وہ منٹو کے اندازِ نظر اور اسلوبِ تحریر سے بخوبی واقف تھے اور منٹو کے عہد کے سیاسی و سماجی حالات، نظریات اور تحریکوں سے بھی باخبر تھے۔ لہٰذا منٹو کے فن پر تنقید کرتے ہوئے ان کا قلم رواں نظر آتا ہے۔ "سیاہ حاشیے" کے حوالے سے اس سے پہلے کوئی مفصل تبصرہ اور تنقید نظر نہیں آتی۔ پروفیسر سجاد شیخ نے ان مختصر افسانوں پر بہت وضاحت سے مفصل تنقید کی ہے۔ پروفیسر امجد طفیل اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"منٹو کی وفات کو پینتالیس برس ہونے کو آئے ہیں لیکن "سیاہ حاشیے" پر نقادوں نے بہت کم توجہ دی ہے۔ "سیاہ حاشیے" کے پہلے ایڈیشن پر محمد حسن عسکری کا ایک مختصر دیباچہ موجود

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

تھا جو بڑے خاصے کی چیز ہے۔ اب انگریزی ادب کے نامور استاد، مترجم اور ادیب جناب سجاد شیخ نے منٹو کی اس تخلیق کا خصوصی مطالعہ کیا ہے۔"(۸)

پروفیسر سجاد شیخ نے ان افسانوں کے حوالے سے منٹو کی فکر اور فن کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ سعادت حسن منٹو ایک غیر جانبدار ادیب ہے۔ وہ مسلم یا ہندو بے حسی پر نہیں بلکہ انسانیت کی بے حسی پر کڑھتا ہے۔ اس کا قلم انسانیت کی طرفداری میں اٹھتا ہے۔ وہ غیر جانبدار رہتے ہوئے بے باکی سے مذہبی منافرت کی بنا پر ظلم کرنے والوں کی من و عن تصویر پیش کر دیتا ہے اور ایسا کرتے ہوئے وہ کوئی تنقید یا تبصرہ نہیں کرتا۔ منٹو کے افسانے "بے خبری کا فائدہ" کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ..."منٹو نے اپنی غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان تمام اموات کو من و عن پیش کرنے پر قناعت کی ہے اور کہیں بھی کسی کو نشانہ تنقید نہیں بنایا گیا۔ سنگدل قاتلوں کی خونریزی اور بہیمیت اتنی واضح ہے کہ اس پر کسی تبصرے کی گنجائش ہی نہیں ہے۔"(۹)

منٹو کے حوالے سے پروفیسر سجاد شیخ کے پاس گراں قدر معلومات ہیں اور وہ یہ معلومات قارئین تک پہنچانا بھی چاہتے ہیں۔ انھوں نے منٹو کے دو یا تین سطور کے افسانوں کا کئی کئی صفحات پر مشتمل تبصرہ کیا ہے اور منٹو کے فکر اور فن دونوں کو واضح کیا ہے۔ اس طرح افسانوں کی تفہیم آسان ہو گئی ہے اور فکر، موضوع اور تکنیک ہر حوالے سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ منٹو کا افسانہ "حیوانیت" چند سطور پر مشتمل ہے۔ اس افسانے کا تجزیہ پروفیسر سجاد شیخ نے چار صفحات میں کیا ہے۔ اسی طرح "مزدوری" کا تجزیہ نو (۹) صفحات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا ان تجزیوں کے حوالوں سے لکھتے ہیں:

> "پروفیسر سجاد شیخ منٹو پر اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انھوں نے ان افسانچوں کے تجزیاتی مطالعات بڑی تنقیدی بصیرت، ادبی ذوق اور وسعت مطالعہ کے بل پر کیے ہیں اور ان "حاشیوں" کی اشاریت و رمزیت کے امکانی پہلوؤں کی طرف بڑی ذہانت سے قارئین کو متوجہ کیا ہے۔ حال ہی میں "منٹو فہمی" کی ایک تازہ لہر ہندوستان اور پاکستان میں ابھری ہے توقع ہے کہ پروفیسر سجاد شیخ کے یہ تجزیاتی مطالعے تفہیم منٹو میں نمایاں حیثیت اختیار کریں گے۔" (۱۰)

اس مفصل تنقید اور تجزیہ سے منٹو کی فکر اور اندازِ نظر واضح طور پر سامنے آتے ہیں۔ پروفیسر امجد طفیل

لکھتے ہیں کہ سجاد شیخ نے تمام افسانوں کے فنی، فکری اور موضوعاتی پہلوؤں کو نمایاں کرتے ہوئے افسانوں کے پسِ پشت موجود صورتِ حال کی عکاسی بھی کی ہے۔ وہ منٹو کے افسانے "حیوانیت" کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس مجموعے کے پہلے افسانے "حیوانیت" کا تجزیہ انھوں نے پانچ صفحات میں کیا ہے۔ اس میں افسانے کے موضوع، اس کی تکنیک منٹو کی فنی چابک دستی، افسانے میں موجود تناؤ کی صورت حال افسانے میں موجود مختلف علامتوں جیسے "مشعل" اور افسانے میں موجود المیے کو بڑی تفصیل اور سلیقے سے بیان کیا ہے۔ جن لوگوں نے منٹو کا یہ افسانہ پڑھ رکھا ہے وہ سجاد شیخ کے تجزیہ کے بعد ایک بار پھر سے افسانے کا مطالعہ ضروری خیال کریں گے کیونکہ اب وہ منٹو کے افسانے کے مختلف پہلوئوں کو زیادہ صراحت سے سمجھ سکتے ہیں۔"(۱۱)

مجید امجدؔ کی نظم "منٹو" چند مصرعوں پر مشتمل ہے لیکن اس کا تجزیہ کرتے ہوئے پروفیسر سجاد شیخ نے منٹو کی زندگی کی تمام تفصیل پیش کر دی ہے۔ اس نظم کے دو مصرعے کچھ یوں ہیں:

"جب وہ خالی بوتل پھینک کر کہتا ہے
دنیا تیرا حسن یہی بدصورتی ہے"(۱۲)

پروفیسر سجاد شیخ ان مصرعوں کا تجزیہ کرتے ہوئے منٹو کی زندگی کا خلاصہ پیش کر دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

"یہاں پہلے مصرعے میں منٹو کو "خالی بوتل" پھینکتے ہوئے دکھایا گیا ہے یہ عمل "پینے" کے بعد دنیا سے تخاطب سے پہلے کا عمل ہے۔ یوں تو منٹو کی حیاتِ مے نوشی بیس برس سے بھی متجاوز ہے لیکن آخری دو تین برسوں میں وہ حد سے زیادہ شراب پینے لگا تھا اور "بوتل" کو اپنا ہمدم ورفیق سمجھنے لگا تھا۔ مالی وسائل کی کمی، مسائل کی زیادتی، گھریلو تنازعات، بے مہری دنیا، اربابِ حکومت کی پے درپے تعزیری کاروائیاں، ترقی پسندوں کی طرف سے کی جانے والی جارحانہ تنقید اور بالآخر ادبی مقاطعہ، اسلام پسندوں کا مسلسل مسموم مخالفانہ پروپیگنڈا اور ان سب پر مستزاد پاکستان کی عصری، سیاسی، سماجی و اقتصادی صورتِ حالات کے پیشِ نظر 'منٹو'، نے 'بوتل' کی رفاقت کو دن رات اک گونہ بے خودی کا وسیلہ بنالیا تھا۔(۱۳)

منٹو کے فن کے حوالے سے تنقید کرتے ہوئے پروفیسر سجاد شیخ نے واضح کیا ہے کہ روسی ادب کا منٹو کی تحریروں پر واضح اثر نظر آتا ہے۔ منٹو نے روسی ادیبوں جیسے گوگول، طالسطائی دوستووسکی، چیخوف اور گورکی کی

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

تحریروں کا بغور مطالعہ کیا۔ منٹو کے عہد کے حالات اور ان ادیبوں کے حالات میں کسی قدر مماثلت پائی جاتی تھی لہٰذا وہ اثر نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے۔ تاہم سجاد شیخ کے خیال میں ان تمام اثرات کے باوجود منٹو کا اپنا انفرادی رنگ کبھی متاثر نہیں ہوا۔ پروفیسر سجاد شیخ اپنے ایک انگریزی مضمون میں لکھتے ہیں:

"Manto was greatly influenced by Russian writers like Gogol, Dostoyovsky, Chekhov and Gorky. He learnt from Gogol the art of blending aggressive realism with satiric humour so as to arouse disgust against feudal lords, cruel capitalists and cunning bureaucrats"(۱۴)

سجاد شیخ نے معروف روسی ادیبوں کے منٹو کی تحریروں پر اثرات کے حوالے سے مفصل تبصرے کیے ہیں۔ منٹو اور گوگول کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں:

”گوگول کی طرح منٹو بھی پرولتاریوں، محنت کشوں، مزدوروں اور عام لوگوں کے بارے میں کہانیاں لکھتا ہے اور ”ادنیٰ افراد“ کو اپنا ہیرو قرار دیتا ہے اور ان ہی کی زندگی اور شبانہ روز جدوجہد کو اپنے افسانوں کا موضوع بناتا ہے۔(۱۵)

منٹو کے فکر و فن پر طالسطائی کے اندازِ نظر اور اسلوبِ تحریر کے اثرات کے بارے میں لکھتے ہیں:

”طالسائی کے مطالعہ اور افکار کی گہری چھاپ منٹو کی اکثر تحریروں پر صاف دکھائی دیتی ہے۔ خاص طور پر منٹو کے ابتدائی افسانوں میں طالسائی کا ساجوشیلا مصلحانہ رویہ اور ناصحانہ انداز در آیا ہے۔“(۱۶)

روسی ادیب دوستووسکی کے افکار و نظریات کے منٹو کی فکر و فن پر اثرات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”منٹو بھی دوستووسکی کی طرح انسان کے تمام تر گناہوں اور جرائم کے باوصف ان کی طرف سے کبھی ناامید نہیں ہوتا حتیٰ کہ ”ٹھنڈا گوشت“ کا ہیرو بھی اپنی تمام تر وحشیانہ بربریت کے باوجود ایک انسان ہے جو احساس گناہ کی وجہ سے اپنی قوت مردمی کھو بیٹھتا ہے۔“ (۱۷)

چیخوف سے فنی رہنمائی کے حوالے سے سجاد شیخ لکھتے ہیں:

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

'چیخوف کی ماہرانہ تکنیک اور فنکارانہ چابکدستی سے منٹو بھی بے حد متاثر ہوا اور ان دونوں کے فن افسانہ نگاری پر ایک نظر ڈالنے سے بھی یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ منٹو نے اس عظیم روسی افسانہ نگار سے بہت کچھ سیکھا ہے۔" (۱۸)

سعادت حسن منٹو نے عالمی ادب کا مطالعہ کیا اور دنیا کے عظیم ادیبوں کی تخلیقات کے ترجمے کیے اور ان سے نئے موضوعات اخذ کیے۔ روسی ادب کے ساتھ ساتھ منٹو نے فرانسیسی ادب کا بھی بغور مطالعہ کیا۔ تاہم پروفیسر سجاد شیخ نے اس حوالے سے یہ رائے دی ہے کہ منٹو فرانسیسی ادب کے حوالے سے اتنا کامیاب نہیں ہے جتنا روسی ادب کے حوالے سے ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"ستمبر ۱۹۳۵ء میں حامد علی خان نے منٹو کی اعانت سے 'ہمایوں کا فرانسیسی ادب نمبر مرتب کر کے شائع کر دیا۔ غالباً فرانسیسی زبان وادب سے خاطر خواہ آگاہی نہ ہونے کے باعث منٹو کی منتخب فرانسیسی تحریریں کم تر معیار کی تھیں۔ جیسا کہ اختر حسین رائے پوری نے اس شمارے کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے رسالہ 'اردو' میں اپنے تبصرے میں بتایا تھا۔" (۱۹)

سجاد شیخ کے خیال میں دنیا کے نامور ادیبوں کی تخلیقات کے مطالعہ اور ان سے فکر و فن کے حوالے سے اثرات قبول کرنے کے باوجود سعادت حسن منٹو کا اپنا انفرادی رنگ ہمیشہ نمایاں رہا۔ اس نے غیر ملکی ادیبوں کی اندھا دھند تقلید نہیں کی اور اپنی انفرادی صلاحیتوں کے استعمال سے ان کے فن سے اکتساب کر کے فن افسانہ نگاری کو مزید آگے بڑھایا ہے اور عالمی ادب میں وہ اردو کی پہچان بن گیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"بین الاقوامی شہرت کا حامل، سعادت حسن منٹو ہمارا ایک ہر دلعزیز اور سب سے زیادہ پڑھا جانے والا ادیب ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ عالمی ادب عالیہ میں وہ ہماری شناخت بلکہ اس ضمن میں ہمارا نمائندہ خصوصی ہے۔" (۲۰)

سجاد شیخ منٹو کی تحریروں پر اس کے عہد کے براہِ راست اثرات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ منٹو کی شخصیت اور تحریر پر اس کے عہد کے حالات کا اثر بہت گہرا ہے۔ جلیانوالہ باغ کے واقعے اور سول نافرمانی کے حوالے سے ان کی تحریروں میں بارہا انقلابی خیالات نظر آتے ہیں۔ پروفیسر سجاد شیخ کے خیال میں "تماشا" اور "۱۹۱۹ کی ایک بات" جیسے افسانوں کے مرکزی کردار دراصل منٹو کا ہی روپ ہیں۔ منٹو کے افسانے "سٹوڈنٹ یونین کیمپ" کے مرکزی کردار "خالد" کے بارے میں لکھتے ہیں:

یہ نوجوان دراصل منٹو کا ہی ایک Persona یا روپ ہے۔ (جیسا کہ "تماشا" کا مرکزی کردار اس زمانے کے منٹو کی نمائندگی کر رہا تھا)۔ (۲۱)

سجاد شیخ منٹو کو ایک نڈر، بے باک، صاف گو اور حقیقت پسند ادیب لکھتے ہیں کیونکہ اپنی بہادری اور بے باکی کی وجہ سے منٹو نے ان موضوعات پر قلم اٹھایا جن پر دوسرے بات کرنے سے بھی کتراتے تھے۔ لکھتے ہیں:

..."اس نے ہمیشہ بلا خوف وہراس، بلا تامل، بلا جھجک ان تمام موضوعات پر بھی فنی مہارت کے عکاس ایسے افسانے، ڈرامے اور مضامین تحریر کیے جو صدیوں سے معاشرے میں موجود تھے لیکن ادیب اور قلمکار ان "خطرناک" موضوعات کو اپنا موضوع سخن بنانے سے کتراتے اور اجتناب کرتے تھے۔" (۲۲)

منٹو کے افسانے "نیا قانون" میں ۱۹۳۵ء کے آئین کے حوالے سے حکومت پر جو طنز ملتا ہے پروفیسر سجاد شیخ اسے سراہتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۵ء کے آئین پر اس سے بہتر، جامع اور مختصر تبصرہ شاید ہی ممکن ہو۔ سجاد شیخ، منٹو کے فکر و فن کے مداح ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ منٹو پر بے بنیاد فحاشی کے الزام لگا کر اس کے ادبی مقام و مرتبہ کو متاثر کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور جنسی پہلو کو نمایاں کر کے اس کی اصل کاوشوں کو چھپا دیا گیا ہے:

... لیکن ایک طویل عرصے تک اس کے افسانوں کے صرف ایک پہلو یعنی جنسی پہلو کو ہی ہدف تنقید بنایا گیا ہے اور سماجی شعور سے لبریز افسانوں کو لاعلمی کی وجہ سے یا تعصب کی بنا پر یا محض ایک روایت کی پیروی کرتے چلے جانے کے باعث وہ پذیرائی حاصل نہیں ہوئی جس کے یہ بجا طور پر مستحق ہیں۔" (۲۳)

پروفیسر سجاد شیخ، منٹو کی فکر اور فن دونوں کو سراہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ منٹو کے تخلیقی ذہن نے جو افسانے، ڈرامے اور مضامین تخلیق کیے ہیں وہ اس کی خلاقانہ صلاحیتوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ وہ اپنے ارد گرد رونما ہونے والے واقعات کو اپنے افسانوں میں اس طرح پیش کرتا ہے کہ اس سے اس کی بصیرت اور بصارت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ لکھتے ہیں:

"منٹو زندگی کا خاموش تماشائی ہرگز نہ تھا۔ اس کے افسانوں، ڈراموں اور مضامین کے مطالعہ سے ایک ایسا فنکار ہمارے سامنے آتا ہے جسے صحیح مشاہدہ کرنے والی نظر، ایک تجزیاتی ذہن، انسانی صورتحال کو سمجھنے والی زبردست فہم و فراست، بے حد حساس دل

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, 2021(Issue III, July to September)

(Super sensitive)حواسِ خمسہ اور بلند قوت متخیلہ (Lofty imagination)
عطا ہوئی ہے۔"(۲۴)

سجاد شیخ کی منٹو کی حیات اور فن کے حوالے سے تحقیق ان کی منٹو سے لگاؤ اور عقیدت کو ظاہر کرتی ہے۔ ڈاکٹر انوار احمد نے اپنے دو مضامین میں سجاد شیخ کی اس عقیدت اور لگاؤ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ڈاکٹر انوار احمد کے ایک مضمون کا عنوان ہے:

"سعادت حسن منٹو کے اداس اور تنہا متخصص"۔ اس مضمون میں تین ایسی شخصیات کا ذکر ہے جنھوں نے سعادت حسن منٹو کی شخصیت اور فن کے حوالے سے خاطر خواہ کام کیا۔ ان شخصیات میں سرِ فہرست پروفیسر سجاد شیخ کا نام ہے۔ ڈاکٹر انوار احمد لکھتے ہیں:

> "مجھے منٹو کے تین متخصص یاد آ رہے ہیں۔ پروفیسر سجاد شیخ، ممتاز شیریں اور انیس ناگی۔"(۲۵)

ڈاکٹر انوار احمد کے دوسرے مضمون کا نام ہے:

"منٹو اور ندیم کا عاشق۔ سجاد شیخ"

اس مضمون میں بھی ڈاکٹر انوار احمد نے منٹو کے حوالے سے پروفیسر سجاد شیخ کے شغف اور دلچسپی کے بارے میں لکھا ہے۔ پروفیسر سجاد شیخ نے کئی برس تک منٹو کے حوالے سے معلومات جمع کیں اور پھر ان پر تنقید و تبصرے تحریر کیے۔ انھوں نے منٹو کے حوالے سے بہت سی موجود غلط فہمیوں کو دلائل اور شواہد کے ساتھ دور کیا اور منٹو کی ایک واضح اور غیر مبہم تصویر پیش کی۔

حوالہ جات

۱۔ انوار احمد، ڈاکٹر۔ "سعادت حسن منٹو کے اداس اور تنہا متخصص" مشمولہ انگارے (منٹو نمبر)۔ ملتان۔ "عاتکہ پرنٹنگ پریس، ۲۰۰۵ء۔ ص ۱۷
۲۔ آفتاب اقبال شمیم، پروفیسر۔ "ایک شخص۔ ایک محشرِ خیال" مشمولہ گورڈنین۔ راولپنڈی: اکتوبر ۱۹۹۸ء۔ ص ۱۷۱
۳۔ سجاد شیخ، پروفیسر۔ "پروفیسر سجاد شیخ سے ایک گفتگو" مشمولہ گورڈونین۔ ص ۱۶۲
۴۔ سجاد شیخ، پروفیسر۔ "منٹو کے بارے میں چند غلطیاں اور غلط فہمیاں" (غیر مطبوعہ مضمون)

۵۔ انوار احمد،ڈاکٹر۔"سعادت حسن منٹو کے اداس اور تنہا متخصص"۔ص۱۸،۱۷

6- Sajjad Shaikh, Professor. Manto and the Russian Writers" published in viewpoint. Lahore: January, 1980, P: 25

۷۔ سجاد شیخ،پروفیسر۔"منٹو ایک عہد ساز افسانہ نگار" مطبوعہ روزنامہ "نوائے وقت"۔۱۳۔مئی۲۰۰۹ء

۸۔ امجد طفیل،پروفیسر۔"سجاد شیخ کی منٹو شناسی" مشمولہ گورڈونین۔ص۱۴۷،۱۴۳

۹۔ سجاد شیخ،پروفیسر۔سیاہ حاشیے۔ تجزیاتی مطالعہ۔لاہور:الحمد پبلی کیشنز،۲۰۰۷ء

۱۰۔ محمد زکریا،ڈاکٹر خواجہ۔"فلیپ" سیاہ حاشیے۔ تجزیاتی مطالعہ (از سجاد شیخ،پروفیسر)

۱۱۔ امجد طفیل،پروفیسر۔"سجاد شیخ کی منٹو شناسی" مشمولہ گورڈونین۔ص۱۴۷

۱۲۔ مجید امجد۔کلیاتِ مجید امجد (محمد زکریا،ڈاکٹر خواجہ۔مرتب)۔لاہور:الحمد پبلشرز،۲۰۱۰ء۔ص۱۳۲

۱۳۔ سجاد شیخ،پروفیسر۔"مجید امجد کی نظم "منٹو" کا تجزیاتی مطالعہ" مشمولہ دستاویز (جلد ۲، شمارہ ۵)۔لاہور: دستاویز مطبوعات،اپریل مئی جون۱۹۹۱ء۔ص۸۲

14- Sajjad Shaikh, Professor. "Manto and the Russian Writers" published in viewpoint, P:26

۱۵۔ سجاد شیخ،پروفیسر۔"منٹو اور روسی ادیب" مشمولہ "دائرہ" علی گڑھ۔س ن۔ص۱۹

۱۶۔ ایضاً۔ص۲۰

۱۷۔ ایضاً۔ص۲۲،۲۱

۱۸۔ ایضاً۔ص۲۴

۱۹۔ سجاد شیخ،پروفیسر۔"منٹو ایک عہد ساز افسانہ نگار" مطبوعہ روزنامہ "نوائے وقت"

۲۰۔ ایضاً

۲۱۔ سجاد شیخ،پروفیسر۔"منٹو اور سامراج دشمن جدوجہد "مشمولہ دستاویز۔راولپنڈی:س ن۔ص۲۰۱

۲۲۔ سجاد شیخ۔پروفیسر۔"منٹو ایک عہد ساز افسانہ نگار" مطبوعہ روزنامہ "نوائے وقت"

۲۳۔ سجاد شیخ،پروفیسر۔"منٹو اور سامراج دشمن جدوجہد" مشمولہ دستاویز۔ص۲۰۵

۲۴۔ ایضاً۔ص۱۹۰

۲۵۔ انوار احمد،ڈاکٹر۔"سعادت حسن منٹو کے اداس اور تنہا متخصص" مشمولہ "انگارے" (منٹو نمبر)۔ص۱۷